

شیخ محمد عبدہ نے مصر کی معاشرتی اصلاح اور خاص طور سے ازہر کی اصلاح کی جو کوششیں کیں۔ احمد امین نے انہیں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: ازہر کی اصلاح کوئی آسان کام نہ تھا، اس سے قبل کوئی بھی اس امتحان میں کامیاب نہ ہو سکا تھا..... درستے اس سے اس پر ازہر کی دشمنی ہوئی بینا تھی، وہ تدبیر سے اتنے مالوف ہو چکے تھے کہ اس کو داخل ایمان سمجھتے تھے، ہر جدت کو کفر خیال کرتے تھے۔ غلطی زراع، جملہ کی تشریح اور غلطی کی تاویل میں ان کی عمدیں بس رہ جاتی تھیں۔ وہ حقائق دنیا سے آنکھیں بند کئے بیٹھتے تھے، جو کوئی اصلاح کا پڑا رے کر اٹھتا، اس کے خلاف ماحول سیوم نہادیتے۔ مذہب کی پناہ سے کر حکومت کو ڈراستے، عوام کو بھڑکاتے اور اصلاحات کی آزاد کا گلہ دباریتے، ان کی کوشش ہوتی کہ چند نوجوان جو اصلاح کی آزاد بند کر رہے ہیں۔ اس کام سے دست بردار ہو جائیں۔

شیخ محمد عبدہ کو اپنی اصلاحی کوششوں میں ان سب مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، آخر میں وہ ازہر کی اصلاح سے مایوس ہو گئے، اور اس کے تھوڑا ہی مرصد بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

”خاتمه کلام“ میں مصنف نے لکھا ہے کہ یہ بزرگ گزر گئے، انہوں نے اپنے زمانے اور اپنے ماحول کے مطابق اصلاحی کام کئے۔ ان بزرگوں نے اصلاح کا بیچ بویا تھا، اور ہم نے اس کا پہل کھایا۔ جزا اور وفا کا تقاضا ہے کہ ہمارے نوجوان بھی اصلاح کے کام میں ان کے نقش قدم پر چلیں اور آئندہ نسل کے لئے نیک کام کا ریچ بوتے جائیں۔

مترجم شیخ نذر حسین ایم اے، نے اس کتب کا بڑا اچھا ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ اتنا روان ہے کہ یہ ترجمہ کے بجائے اصل معلوم ہوتا ہے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ کتاب اس طرح چھاپی گئی ہے کہ اسے دیکھ کر کسی کو خیال نہیں آسکتا کہ یہ کتاب اس قدر منفرد موضوع پر ہے، جسے ہر شخص کو پڑھنا چاہیے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے ہر شخص پڑھے، لیکن مسلم ہوتا ہے کہ ناشروں نے اس کو عام کرنے میں کوئی و پھری نہیں لی۔ (۲-۳)

یہ ماہنامہ دارالعلوم کراچی کا ترجمان ہے۔ اور اپریل ۱۹۶۶ء سے نکلنے  
ماہنامہ ”البلاغ“ کراچی

تردود ہوا ہے۔ اپریل اور مئی کے دو شمارے اس وقت ہمارے سامنے

ہیں۔ رسائلے کے سر پرست حضرت مولانا محمد شفیع صاحب منشی اعظم پاکستان اور مدیر اعلیٰ محمد تعلق عثمانی صاحب استاددار ادارہ العلوم کو لایچی ہیں۔

تجدد اور تدامت زندگی کے دو پہلو ہیں، اور زندگی کی بیاناتری کے لئے ہمارے نزدیک دونوں کے دونوں لازمی ہیں۔ قدرامت کی نظر پر ہو کر ماٹھی پر ہوتی ہے، اسی لئے اس میں قدرتاً زیادہ محض راؤ ہوتا ہے۔ اور تجدُّد نئی امکنیں رکھتا اور نئے راستوں کا جو یا ہوتا ہے، اس لئے اس میں بے قراری پائی جاتی ہے۔ محض طہرہ راؤ وجود اور فروٹگی کا موجب ہوتا ہے۔ اور بے قراری میں بغرضوں اور غلظیوں کا امکان رہتا ہے۔ چنانچہ تجدُّد پر تدامت کی نگرانی رہنی چاہیے اور ضروری ہے کہ وہ تجدُّد پر برا بُر تقدیم کرے، تجدُّد حال اور مستقبل کی طرف زیادہ دیکھتا ہے اور انہیں کے تقاضے اُسے عمل پر اجارتے ہیں، میکن تدامت کی نگرانی و تنقید اُسے ماٹھی سے بے تعلق نہیں ہونے دیتی۔

ہم اس وقت ایک ایسے ذریعے سے گزر رہے ہیں جس میں بڑی تیزی سے اور بڑے دستیع پہنچانے پر بُلے ہوئے حالات، تجدُّد کے مقتضی ہیں اور وہ کوئی چاہے یا نہ چاہے، ہو رہا ہے اور ہو کر رہے گا۔ قوی زندگی کے ایسے مظلوموں میں بغرضوں کا بھی بڑا امکان ہوتا ہے، اس لئے تدامت کی نگرانی اور تنقید کی ضرورت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ ”فَخُودُنَظَر“ خاص طور سے ماہنامہ ”البلغ“ کا بڑی سرست اور صدق دل سے خیر مقدم کرتا ہے۔ کہ وہ ایک ایسے بُرگ کی سرپستی میں نکلنے شروع ہوا ہے، جو ہمارے نزدیک آج تدامت کی بہترین روایات مدد کے حامل ہیں، اور تجدُّد پر ان کی جو بھی مقصید ہوتی ہے، وہ خالص دینی و علمی مقصد کے تحت ہوتی ہے نہ کسی اور غرض سے، ہمارے بعض اصحاب مدارس نے اپنی دکانوں کو چھکانے کے لئے آج کل یہ دیروماختیا کر رکھا ہے کہ علمی بحث کرتے وقت ان کی نظرِ دلائل کی مکملی پر اتنی نہیں ہوتی، جتنی اس پر کردہ کون سی زبان استعمال کریں کہ ان کے تواریخ میں زیادہ سے زیادہ متشتمل ہوں اور ان کی ”خطابات“ کی وادی، موجی دروازہ لاہور کی اس طرح کی ”خطابات“ کا دُور تو سیاست میں نہیں رہا۔ خالص علمی و دینی بحثوں میں یہ تما کے چلے گا۔ یہ اصحاب مدارس اس طرح جو آگ بھڑکانے میں لگے ہوئے ہیں، تو وہ یاد رکھیں کہ اس میں جلنے والے دہی سب سے پہلے ہوں گے۔

حضرت منشی صاحب نے افتتاحیہ میں لکھا ہے: ”..... الْبَلَغُ كَا طَرِيزِ بَلِيْفَى اور اصْلَاحِي سکنے کا ارادہ کیا گی ہے۔ کبھی کبھی خاص مسائل کی تحقیقات بھی آئیں گی.....“ اور مدیر اعلیٰ نے ”بِسْمِ اللَّهِ“ کے تحت رسائلے کے اغراض و مقاصد گذشتے ہوئے جہاں پر لکھا ہے کہ ”الْبَلَغُ ایک ایسے ماحول ہیں نہ دار

بُورا ہے، جہاں حق و باطل اور نور و ظلمت کی جنگ اپنے عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ اس وقت نور حق کے جو چراغ ماحول کی تاریکیوں سے بر سر پیکار ہیں "البلاغ" ان میں ایک اور چراغ کا اضافہ کرنا چاہتا ہے: "و ان اس امر کا بھی اثبات کیا ہے۔

"آج کی دنیا میں ایک اور امام مسئلہ جدت اور تقدامت کی جنگ ہے اس جنگ کے باسے میں "البلاغ" کا موقف بہت معتدل ہے۔ اس کے نزدیک کوئی چیز نہ محسن نہی ہونے کی وجہ سے پسندیدہ ہے اور نہ صرف جدت کی بنابر ناگوار، ہمارے نزدیک کسی شے کی خوبی اور خرابی کا میدار اس کا نیا پروازا ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ذاتی اوصاف ہیں۔ اگر کوئی شخص چیزِ اسلامی اصولوں کے مطابق اور فائدہ مند ہے، تو "البلاغ" ہر وقت اس سے اختیار کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن جدت کے تعاقب میں اسلام کا دن چھوڑ بیٹھا اسے کسی تیمت پر گلا نہیں۔"

خدا کرتے "البلاغ" اپنے ارادوں میں کامیاب ہو، اور وہ علمی و روحی دنیا میں ایسا مقام حاصل کرے کہ تقدامت کے لئے وہ ایک نیک نمونہ ہو، اور بہبود و اعلیٰ اُس کی تحریروں سے اپنی فخر شوں کا صلاح کیا کریں۔ تقدامت ماضی کے قابل قدر درستے کو تجدی پسندوں کے سامنے پیش کر کے انہیں بتائی ہے کہ وہ جس ماضی سے اتنے برشتہ ہیں، وہ سرتاپا جمود اور فرسودگی نہیں، بلکہ اس میں ایسے گران بہا علمی سلسل بھی ہیں، جن کی تابانی لازماں ہے، اور وہ ہمیں مستقبل کی راہ ڈھونڈنے میں روشنی دے سکتے ہیں پاکستان میں تقدامت کو یہ "رول" ادا کرنا ہے۔ (م۔ س)